Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

[illegible]

[illegible]

الحمد لله که درین ایام سعید اوقات حمید رساله نافعه موسوم به

[illegible]

بمقام لکهنؤ محله ... بتاریخ چهارم ماه جمادی الثانی سنه ۱۳[illegible]

مطبع اثنا عشری ... [illegible]

باسمہ سبحانہ

یہہ رسالۂ شریفہ اور عجالۂ منیفہ کہ جو مشتمل ہے مسائل ضروریۂ خمس پر وحید اوحد
فاضل مستمجد جامع معقول و منقول واقف فروع و اصول مقدس دیندار مقتبس
الانوار ائمہ اطہار جناب مقدس القاب مولوی امام بخش خانصاحب پیشنماز
جونپور حرسہا عن الشرور ابن تراب علیخان مرحوم مغفور نے محض درد دین کی
راہ سے کتب معتبر امامیہ اثنا عشریہ سے تحریر فرمایا ہر چند کہ اعتبار اور اعتماد
اونکا علماً اور عملاً کافی تھا لیکن بنا بر مزید احتیاط اونہون نے وہ رسالہ
محب خستہ کی نظر قاصر سے گذرانا اور باوجود کثرت اشتغال مینے مختلف مقامات
سے اوسکے تفصیلی نظر سے جانچلیا اور اکثر مسائل مین موافق اپنی رای کے
پایا اور احتیاط کافی برتا پایا پس خدا اونہین جزای خیر اس تائید دین مبین اور
نصرت ذریت سید المرسلین کی عطا کرے اور امراء و روساء دیندار کو
اس پر عمل کرنے کی توفیق دے وہو الموفق والمعین وعلیہ نتوکل و بہ
نستعین فقط

وانا الراجی عفو ربہ الصمد اقل الطلبہ علی بن محمد حسن من شعبان ۵

حامداً و احمد

علی مع الحق والحق مع علی	سید علی محمد ۱۲۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین محمد وآلہ الطاہرین وعترتہ الطیبین اما بعد پس عرض کرتا ہے بندہ خاکپاے طالب علمان امام بخش ابن تراب علیخان افاض اللہ الشاٰبیب مراحمہ علیہ وغفر لہ ولوالدیہ کہ از بسکہ خمس یعنی پانچوان حصہ دینا اپنے مال مین سے جب چند شرطین پائی جائین ہر مؤمن پر لازم ہے اور اوسمین بڑے بڑے ثواب ہین اور اوسکی برکت سے بڑی بڑی امیدین اور حاجتین بر آتی ہین بلکہ وہ صلہ امام علیہ السلام مین داخل ہے کہ جسکی بڑی فضیلتون پر ہر ایک معتبر کتاب احادیث کی شامل ہے چنانچہ کتاب کافی مین یونس بن ظبیان سے منقول ہے کہ کہا اونہون نے کہ سنا مینے کہ جناب حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ کوئی چیز نزدیک خدا کے محبوب تر نہین ہے اوس ایک درہم سے کہ پہونچایا جاوے خدمت

امام علیہ السلام مین دیدے سکے خداوند تعالی کر دیتا ہے اوس درہم کو جنت
مین احد کے پہاڑ کے برابر اور اوسی کتاب مین حسین بن صباح سے منقول
ہے کہ کہا اونہون نے کہ فرمایا حضرت امام جعفر صادق نے کہ ای صباح جو درہم
خدمت بابرکت مین امام علیہ السلام کی پہونچایا جاتا ہے وہ کوہ احد سے
بھی زیادہ وزنی ہوگا رتبہ مین اور محمد بن یزید طبری نے روایت کی ہے
کہ ایک تاجر نے فارس کے کہ جو شیعان حضرت امام رضا علیہ السلام سے تھا اوس
جناب سے درخواست کی کہ اذن دین اوسے خمس مین پس حضرت نے تحریر فرمایا
بسم اللہ الرحمن الرحیم اِنَّ اللہَ وَاسِعٌ کَرِیمٌ ضمن علی العمل الثواب و علی الضیق
الھم لا یحل مال الا من وجہ احلہ اللہ ان الخمس عوننا علی دیننا و علی
عیالنا و علی موالنا و ما نبذلہ و نشتری من اعراضنا ممن نخاف سطوتہ
فلا تزووہ عنا و لا تحرموا انفسکم دعانا ما قدرتم علیہ فان اخراجہ
مفتاح رزقکم و تمحیص ذنوبکم و ما تمھدون لانفسکم لیوم فاقتکم و
المسلم من یفی للہ بما عھد الیہ و لیس المسلم من اجاب باللسان و خالف
بالقلب و السلام بسم اللہ الرحمن الرحیم تحقیق کہ خدا واسع و کریم ہے ذمہ دار ہے
عمل صالح پر ثواب کا اور بخل و تنگی پر رنج و غم کا کوئی مال کسی پر حلال نہین مگر
اوس وجہ سے کہ خدا نے حلال کیا ہو خمس ہماری مددگار ہے ہمارے دین اور ہمارے
اہل و عیال و اموال پر اور خرچ ہے ہمارا کہ مول لیتے ہین ہم اوسے صرف کرکے
اپنے آبروون کو اون ظالم بادشاہون سے کہ جنکی دولت و صولت سے
ہمیشہ اندیشہ ناک رہتے ہین پس نہ روکو اوس مال کو ہم سے اور نہ محروم رکھو اپنی

جانون کو ہماری دعاؤن سے حتی المقدور پس تحقیق کہ نکالنا خمس کا کنجی ہے خزینہ
رزق کی تمہارے اور باعث ہے مغفرت گناہون کا تمہارے اور ایک ذخیرہ
ہے تمہارے فائدے کے لیئے تمہاری حاجت کے دن اور مسلم وہی ہے جو وفا کرے
خدا سے اپنی عہد پر جو خدا سے اور مسلمان وہ نہین ہے کہ زبان سے تو پورا
کرے اور دل سے خلاف کرے وعن محمد بن یزید قال قدم قوم من خراسان
علی ابی الحسن الرضا فسالوہ ان یجعلہم فی حل من الخمس فقال ما امحل هذا
تمحضون المودۃ بالسنتکم وتزودون عنا حقا جعلہ اللہ لنا وجعلنا لہ و
هو الخمس لا نجعل احدًا منکم فی حلٍ اور محمد بن یزید سے منقول ہے کہا اوسنے
کہ آئی ایک قوم خراسان سے خدمت حضرت امام موسی رضاؑ مین پس درخواست
کی اونسے اوسنے کہ معاف کردین وہ خمس حضرت نے جواب مین فرمایا کہ یہہ بڑی
محال بات ہے زبانی تو تم ہماری محبت کا دم بھرتے ہو اور محروم کیئے دیتے ہو
ہمین اوس حق سے جو خدا نے ہمارے شایان کیا اور ہمین جسکا لایق کیا اور وہ
خمس ہے ہم تو تم مین سے کسیکو معاف نکرینگے وعن ابی بصیر عن ابی جعفرؑ قال
سمعتہ یقول من اشتری شیئا من الخمس لم یعذرہ اللہ اشتری ما لا یحل لہ
اور ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ سنا مینے اون حضرت کو
کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی مول لے کچھہ مال خمس سے تو نہ معذور رکھے گا اوسے خدا
مول لی اوسنے ایسی چیز کہ جو اوسکے لیئے حلال نہ تھی وعن ابی الحسین محمد بن
جعفر الاسدی قال کان فیما ورد علی الشیخ ابی جعفر محمد بن عثمان العمری
قدس اللہ روحہ فی جواب مسائلی الی صاحب الدار علیہ السلام واما ما

سئلت عنه من امر من يستحل ما فی یده من اموالنا ویتصرف فیه تصرفه فی ماله من غیر امرنا فمن فعل ذلک فهو ملعون ونحن خصماؤه فقد قال النبی المستحل من عترتی ما حرم الله ملعون علی لسانی ولسان کل نبی مجاب فمن ظلمنا کان من جملة الظالمین لنا وکانت لعنة الله علیه بقوله عزوجل الا لعنة الله علی الظالمین الی ان قال واما ما سئلت عنه من امر الضیاع التی لناحیتنا هل یجوز القیام بعمارتها واداء الخراج منها وصرف ما یفضل من دخلها الی الناحیة احتسابا للاجر وتقربا الیکم فلا یحل لاحد ان یتصرف فی مال غیره بغیر اذنه فکیف یحل ذلک فی مالنا انه من فعل شیئا من ذلک لغیر امرنا فقد استحل منا ما حرم علیه ومن اکل من مالنا شیئا فانما یاکل فی بطنه نارا وسیصلی سعیرا اور ابو الحسین محمد بن جعفر اسدی سے ہے کہ کہا اوسنے کہ تھا منجملہ اوسکے کہ جو وارد ہوا شیخ ابو جعفر محمد بن عثمان عمری پر جواب مین میرے مسئلون کے صاحب خانہ یعنے صاحب الامر علیہ السلام سے اور لیکن جو کچھ سوال کیا تو نے اوس شخص کے بارے مین کہ جو حلت چاہتا ہے اون ہمارے مالون کی کہ جو اوسکے قبضہ مین ہو اور مثل اپنے مال کے اونمین تصرف چاہتا ہے بغیر ہمارے حکم کے پس جو ایسا کریگا تو وہ ملعون ہے اور ہم دشمن ہونگے اوسکے اسلیے کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جو میری اولاد کے حقوق مین سے حلال سمجھے اون چیزونکو کہ جسے حرام کیا ہو خدا نے تو وہ مستحق لعنت ہے میری زبان سے اور زبان سے ہر ایسے نبی کی کہ جسکی دعا مستجاب اور کلام مقبول ہے پس جو ظلم کرے ہمپر تو ہوگا وہ ظالمون مین اور ہوگی اوسپر خدا کی لعنت بموجب قول خدا کے آگاہ ہو کہ

کہ لعنت خدا ہے ظالمون پر یہانتک کہ فرمایا اور جو کچھہ سوال کیا تمنے اقتناء
زمینون کی بابت کہ آیا جائز ہے اونکا تعمیر کرنا اور اونکا خراج دینا اور صرف
کرنا اوس مقدار کا کہ جو فاضل ہوا اوسکے مداخل مین سے طرف ناحیہ مقدسہ کے
واسطے اکتساب ثواب کے اور آپ کے قرب و نزدیکی کے پس نہین حلال ہے
کسیکو تصرف کرنا عموماً مال غیر مین بغیر اوسکے اذن کے پس کیونکر حلال ہوگا
یہہ ہمارے مال مین اور جو ایسا کرے بغیر ہمارے حکم کے تو اوسنے حلال جانا اوس
چیز کو کہ حرام تھی وہی چیز اوس پر اور جو کہا گیا ہمارے مال مین سے کچھہ بھی تو وہ
کہاتا ہے اپنے پیٹ مین آگ اور قریب ہے کہ واصل جہنم ہو و عن محمد بن احمد
الخزاعی عن ابی علی بن الحسین الاسدی عن ابیه قال ورد علی توقیع من محمد بن
عثمان العمری ابتداء لم یتقدمه سؤال بسم اللہ الرحمن الرحیم لعنة اللہ
والملائکة والناس اجمعین علی من استحل من مالنا درهما الی ان قال فقلت فی
نفسی ان ذلک فی کل من استحل محرما فای فضیلة فی ذلک للحجة علیه السلام فواللہ
لقد نظرت بعد ذلک فی التوقیع فوجدته قد انقلب الی ما وقع فی نفسی بسم اللہ
الرحمن الرحیم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین علی من اکل من مالنا
درهما حراما قال الخزاعی واخرج الینا ابو علی الاسدی هذا التوقیع حتی نظرنا
فیه وقرأناه اور محمد بن احمد خزاعی سے ہے ابو علی بن حسین اسدی سے اونکے
والد سے کہ وارد ہوا میرے پاس ایک فرمان محمد بن عثمان کا بغیر اسکے کہ قبل
اوسکے مینے درخواست کی ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم لعنت خدا اور ملائکہ اور
تمام خلق خدا اوس شخص پر کہ جو حلال سمجھے ہمارے مال مین سے ایک درہم بھی یہانتک

کہ کہا پس کہا ہمنے دلمین کہ یہہ اوس شخص کے بارہ مین ہے کہ جو حلال کرے کسی حرام کو
پس کہا فضیلت ہے اسمین محبت خدا کے لیئے پس بخدا دیکہا ہمنے بعد اوسکے کہ وہ
فرمان پلٹ گیا اوسی مضمون کیطرف کہ جو میرے دلمین آیا تہا یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم
لعنت خدا کی اور فرشتون کی اور سب خلق خدا کی اوپر اوس شخص کے کہ کہا جاوے
ہمارے مال مین سے ایکدرہم بہی بطور حرام کہا خزاعی نے کہ ظاہر کیا ابوعلی اسدی
نے ہمپر ایسا ہے فرمان یہانتک کہ ہمنے اوسے دیکہا اور پڑہا اور باوجود اینہمہ
پہر اکثر برادران ایمانی و اخلاء روحانی ناواقف محض ہین احکام خمس سے اسلیئے
کہ وہ عام فہم نہیین بلکہ عربی کتابون مین عربی عبارت سے مذکور ہین اور بجز عربی دانون
کے اور کوئی اونہین سمجہہ نہیین سکتا لہذا اس کمترین نے فقہ کی معتبر کتابون سے
مسائل خمس کو بطریق اختصار زبان اردو مین ترجمہ کیا تاکہ صاحبان ہمت جو
ہمیشہ جویای رضای ائمۂ طاہرین علیہم السلام کے رہتے ہین بعد مطالعہ مسائل
خمس کے اداکرنے مین خمس کے کوشش بلیغ فرماکر برات ذمہ حاصل کرین اور دستگیری
وامداد کرنے سے ایتام ومساکین سادات کے کہ جو حقیقت مین عیال امام علیہ
السلام کے بلکہ خود عیال خدا ہین اور رضامندی ائمہ معصومین وخوشنودی
اپنے امام علیہ السلام کی حاصل کرین اور اوسکے ذریعے سے یقینی امید بہشت عنبر
سرشت مین داخل ہونیکی رکہین اسواسطے کہ خمس مال امام علیہ السلام کا ہے
چنانچہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین مرقوم ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام نے کہ اللہ تعالی نے کہ سوای اوسکے کوئی معبود نہیین ہے جبکہ
حرام کیا ہمپر صدقہ کو اوتارا ہمارے واسطے خمس کو پس صدقہ ہمپر حرام ہے

اور خمس ہمارے واسطے فرض ہے اور ہم پر حلال ہے اور اوسی کتاب مین ابی بصیر سے منقول ہے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا مینے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ وہ کون ادنے تر چیز ہے کہ جسکے سبب سے بندہ داخل جہنم ہوگا فرمایا امام علیہ السلام نے کہ جو شخص مال یتیم مین سے ایک درہم بھی کھا جائے اور ہم یتیم ہین بیشبہ ادا اگر نا خمس کا مال امام علیہ السلام کا امام علیہ السلام کی خدمت مین پہونچانا ہے اور جو شخص کہ حق امام علیہ السلام کا ادا کرے گا ساتھہ خوشنودی امام علیہ السلام کے اوسکے بہشتی ہونیمین کیا شبہ ہے اگرچہ یہہ زمانہ وہی زمانہ معلوم ہوتا ہے کہ جسکی خبر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اوسکے لوگ عورتون کو اپنا قبلہ جانینگے اور روپیہ کو اپنا ایمان سمجھینگے لیکن مین عرض کرتا ہون کہ اگرچہ نامساعدت زمانے کی علی العموم ہے مگر جو مؤمن کامل ہین وہ ہمیشہ اپنے ایمان کی تقویت مین بدل وجان مستعد ہوکر سعی بلیغ کرتے ہین اور مال دنیا کو بلا لحاظ اوسکی مساعدت و غیر مساعدت کی خریداری عقبی مین صرف کرکے ثواب اخروی حاصل کرتے ہین خصوصاً حقوق نبی و امام علیہم السلام غور کرنا چاہیئے کہ اون حضرات نے ہماری ہدایت کے لیئے کیسی کیسی مشقتین جھیلین اور کیسی کیسی مصیبتین اوٹھائین اپنے اپنے وطن چھوڑے اپنے اپنے قریب عزیزون سے مونہہ موڑے سنے سنئے ویرانہ بسائے راہ خدا مین اپنے اپنے خون کے فوارے بہائے پھر حیف کی بات ہے کہ ہم اونکے کہلائین اور اونکی اولاد کے حق سے جو خدا کی طرف سے

لازم الاداہے وقت پر اپنے مونہہ چہپا جائین اور خزساحق ارنکا دبار ہین
اور اونکی دوستی کا دم بہرکے پہر بیدردی کر جائین اونکے دشمنون سے کہ جن
محسن کشون نے سب اونکے احسانات گنوائے شکر گذاری سکے بدلے دشمن
جان ومال وآبرو ہو گئے اور غصب حقوق کیا اور اونسے اونکی قلیل سی
وجہ معاش چہین لی الغرض خمس کا سادات سے روکنا اونہین ظالمون کی
بیدردی ہے سے سہوا بارشی آ یہ نزروے اعتقاد ✤ حق زہر اخوردن
دین پیمبر داشتن ✤ حیف کی بات ہے کہ ہم پیغمبر کی امت کہلائین اور اونکے
فدائی اور جانباز ہونے کا دم بہرین اور اونکی اولاد کی بے مائگی اور محتاجی اس
درجہ پر دیکہین کہ جو ضرب المثل تمام عالم مین ہو گئی ہے **حکایت** کہتے ہین
کہ کوئی شخص قوم پٹہان سے کسی دوکان پر بہیک مانگتے تہے یہہ کہکے کہ مین
سید ہون مجہے تیسرا فاقہ ہے مجہے کچہہ راہ خدا مین دو لوگون نے کہا کہ
دو دن کی بات ہے کہ تم پٹہان مشہور تہے اب سید کیونکر ہو گئے اونہون نے
کہا کہ مین کیا از خود سید ہو گیا مجہے تو تقدیر ہی نے سید بنایا جبتک اصطبل مین
گہوڑے بندہتے تہے نوکر چاکر ساتہہ رہتے تہے جبتک خانصاحب کہلاتے
تہے اب جو کوڑے دوکان بہیک مانگنے لگے تو سید ہوئے تو کون ہوئے
سے او لاند اف بودیم و پس گشتیم شیخ ✤ غلہ چون ارزان شود امسال سید
میشویم ✤ پس بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم لوگون کو یہود و نصاری کیا کہین گے
اور ہمارے عقیدے پر کیسا مضحکہ کرینگے جب ہماری حالت موجودگی مین اسطرح
کی ذلت سادات بنی فاطمہ کو حاصل ہو گی چنانچہ ابن مبارک بعزم حج کچہہ

زاد راہ لیکر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین دیکھا اونہون نے کہ چوراہے
پر ایک مری ہوئی مرغی پڑی تہی اوسکو ایک عورت نے اوٹہا کے اپنے
برقعہ مین چہپا لیا یہہ یہہ حال دیکھکر اوسکے تجسس حال مین اوسکے ساتہہ ساتہہ
روانہ ہوئے ایک گوشے مین یہہ پہونچے اوسنے اوسکے پر نوچے پہینکدیے
اور اوسے کہانے لگی یہہ قریب گئے اور سرزنش کی کہ گوشت مردار شرع
مین حرام ہے اوس عورت نے کہا کہ مین شریعت سے اپنی جد بزرگوار کی
واقف تر ہون اور سادات علویہ مین سے ہون مگر اب مجبور ہ اضطرار
کا عالم پہونچا کہ جسمین مردار کا کہانا جائز ہے پس مجبور ہو کے مینے یہہ حرکت
کی ابن مبارک اس حال سے رونے لگے اور کہا کہ مجہپر حج تو واجب نہین
حج سے بہتر یہہ ہے کہ اسکی دستگیری کرون پس زاد راہ انہون نے اوسے
حوالہ کردیا اور رفیقون سے عذر کرکے گہر واپس آئے جب حج سے فارغ
ہوکے حاجیون کا قافلہ وہان پہونچا اور ابن مبارک نے اون سے
ملاقات کی تو کسی نے حاشیہ اوس سے یہہ بیان کیا کہ مینے تجہے منے مین
دیکھا اور کسی نے کہا کہ مشعر مین ہمارے تمہارے ملاقات ہوئی
اور کسی نے عرفات کو کہا پس یہہ متعجب ہوئے اور معلوم ہوا کہ خدا
نے خوش نیتی کے بدلے اونکو ثواب حج و عمرہ مقبول عطا کیا
اور شاید اونکے ہمشکل کسی فرشتہ نے اونکی طرف سے حج کیا
حالانکہ ماشاء اللہ امت جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ایسی کثرت ہے کہ اگر ایک شخص امتی ایک ایک شخص نبی فاطمہ

سے مرد مرد کا اور زن زن کا بار اپنے ذمے پر اوٹھالے تو کبھی کچھہ
وقت نہو اور کوئی شخص سادات بنی فاطمہ سے محتاج نہو حیف ہے کہ
سلطان روم و مصر دعوی ایمان داری و دینداری کا کرین اور پہر
اون لوگون کے عہد دولت مین سادات بنی حسین مدینہ و حوالی فدک
مین اس زحمت سے بسر کرین کہ جسکے سامنے بنی اسرائیل کی زحمت
فرعون کے عہد مین گرد ہو سبحان اللہ حکام روم و مصر محلات شاہانہ
مین ناز و نعمت سے بسر کرین اور اپنی اولاد کی شادی اور چھٹی مین سیکڑون
روپیے صرف کرین اور سادات بنی حسین کے مرد اور عورتین اوپلے
تھامین اور سرون پر لکڑیون کے بوجھے اور گٹھے اوٹھائین لاد لاد
شہر مدینے مین لاکر بیچین اور ارناؤت بادشاہ ہے اون بیچارون پر دست
ظلم و ستم دراز رکہین اور اونکے کمسن اولاد اچہے کہانے اور اچہے
کپڑے کو ترسین واہ اس امت مین بھی کیا ہی قدردانی ہوئی نبی و آل
نبی کی اور کیا باخبر رہتے ہین ذریت سے اپنے رسول کی کہ خود تو راحت
سے بیٹھین اور وہ ایسی زحمت اوٹھائین حالانکہ مذہب کے قطع نظر
جوانمردون کی حمیت اسے کب گوارا کریگی قول مردان جان دارد جو کہا وہ
کہا جسکے ہوئے اوسکے ہوئے خیر گذشتہ را صلوات اب آئندہ تو اسکی سب
صاحبون کو پابندی چاہیے کہ اگر اپنی جیب خاص سے ان لوگونکی اعانت نہ
کرین تو اوس حق کے ادا کرنے مین کوتاہی بھی نہ کرین کہ جو خدا اور رسول نے
اونکے لیے واجب کیا ہے اکثر امرا اپنی جود و سخا سے سیکڑون روپیہ بیجا

مگر ناواقفی مسائل کی وجہ سے پھر بری الذمہ نہین ہوتے اور اوسی کم مین بری الذمہ
ہو جائین تو اس سے کیا بہتر جو امتی لوگون کو دیتے ہین کیونکہ نہ بصیغہ زکوٰۃ
او نہین دین اور سادات کو دیتے ہین وہ بہ نیت خمس ادا کرین سخاوت بھی
جاری رہے فیض کا دروازہ بھی کہلا رہے خدا اور رسول بھی سب اوسنے
خوش رہین اب مین شروع کرتا ہون بیان مسائل خمس کا بحمدہ تعالی و اعانتہ
واضح ہو کہ معنی خمس کے لغت مین پانچوین حصہ کے ہین اور اصطلاح شرع مین
تعریف خمس کی یہہ ہے کہ خمس ایک خاص طرح کا استحقاق ہے مالکا خاص امام
کی اولاد کے لیے زکوٰۃ کے بدلے اور قرآن مجید اور احادیث متواتر و اجماع
وغیرہ سے کسیطرحکا شک و شبہ اوسکے واجب ہونیمین نہین بلکہ وہ ضروریات
اسلام سے ہے کہ اوسکے انکار سے انسان اہل اسلام سے خارج اور کفار
مین داخل ہو جائیگا اور اوسمین دو خزانہ ہین پہلا خزانہ اون سات چیزون
کے بیان مین ہے جنمین خمس دینا واجب ہے شے پہلے غنیمت دار الحرب کی
ہے یعنے اوس مقام کی کہ جسمین جہاد واجب ہوا اور وہ وہ مال ہے کہ کافرون
سے جہاد مین لوٹ لیا ہو جنگ گاہ یا باہر جنگ گاہ کے بحکم نبی یا امام علیہ السلام
کے بغیر چوری و فریب کے وہ مال منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور جو مال کہ بغیر اذن
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا امام علیہ السلام کے بسرقہ یا بہ فریب لیا ہو اوسمین
بھی خمس ہے لیکن یہہ مال اسم غنیمت مین بمعنے مشہور داخل نہوگا اسواسطے
کہ اول خاص ہے امام علیہ السلام کے واسطے اور ثانی خاص ہے لینے والے
کے واسطے ہان یہہ مال بھی بقول مطلق داخل غنیمت ہے اور غنائم دار الحرب

شمار کیا گیا ہی مال اوس باغی کا جسکو لشکر نے گھیر لیا ہو نزدیک اکثر علماء رضوان اللہ
علیہم کے ان سب مال مین خمس دینا واجب ہی بعد دینے بار برداری و مزدوری نگہبانون وغیرہ
کے اور اسمین نصاب نہین ہی دوسری معادن ہی معادن جمع ہی معدن کی
معنے لغوی اسکے مکان اقامت ہی اور اشتقاق اسکا عدن المکان سی ہی عرب مین
بولتے ہین عدن المکان جب کوئی چیز مکان مین ٹہری اور مراد معدن سی شرع مین
یہہ ہی کہ جو چیز زمین سی نکالی جاوی اور اوسمین ایک خصوصیت ہو کہ اوسکی سبب سے
عظیم النفع ہو خواہ وہ چیز آگ مین پگہلنے والی ہو مثل سونے چاندی وقلعی اور تانبے
اور سیسے وغیرہ کی خواہ آگ مین نہ پگہل سکے مثل یاقوت و زبرجد و سرمہ و نمک و گچ و سنگ
خارہ فیروزہ وغیرہ خواہ وہ مائع ہو یعنے مثل پانی کے بہنے والی ہو مثل رال و نفط و
گندہک کی ان سب چیزون مین خمس واجب ہوتا ہی بعد دینے خرچ مزدوری کے اور مشہور
یہہ ہے کہ معدن مین نصاب نہین ہی بعض علماء رضوان اللہ علیہم نے فرمایا ہی کہ نصاب
اسمین قیمت ایک دینار ہی جب تک قیمت ایک دینار کو نہ پہونچے خمس واجب نہین ہوتا اور
بعض علماء رضوان اللہ علیہم نے فرمایا ہی کہ نصاب اسکا قیمت بیس اشرفی کی ہے کہ جو
نصاب اول طلا کا ہی زکوۃ مین اور یہہ قول اکثر متاخرین کا ہی اور خالی قوت سی نہین
اور اول احوط ہی اور اگر چند آدمی شریک ہون معادن مین تو بعد دینے خرچ مزدوری کے
جب حصہ ہر ایک کا جدا جدا نصاب کو پہونچیگا تب خمس واجب ہوگی تیسرے
گنج ہی یعنے وہ مال کہ اوسکو قصداً زمین مین دفن کیا ہو نہ بخوف ضائع ہونی کے پس
اگر گنج بلاد کفار مین پاوین کہ وہان پر مسلمان نہون اگرچہ اوسپر سکہ اسلام کا ہو یعنی
اوسپر نام نبی علیہ السلام کا یا کوئی حاکم اسلام کا ہو اور بیس اشرفی کی مقدار ہو یعنی

یا قیمۃً اگر سونا ہو اور دو سو درہم کی مقدار ہو عیناً یا قیمۃً اگر چاندی ہو تو اوسمیں
خمس دینا واجب ہی اور بعد دینے خمس کے باقی اوسکا ہی اور اگر گنج مذکور بلاد اسلام
مین پاوین اور سکہ اسلام اوسپر نہو تو اوسکا بہی وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا اور
اگر سوای طلا و نقرہ کی کوئی اور چیز مثل قلعی و سیسے وغیرہ کی پاوین تو اوسمین چاہئی
کہ قیمت اوسکی قیمت دینار و یا درہم مذکورہ بالا کو پہونچی تب اوسمین خمس دینا واجب ہوتا ہی
اور اگر گنج بلاد اسلام مین پاوین اور سکہ اسلام کا رکھتا ہو یا کوئی علامت اوسپر ایسے ہو
کہ اوس سے معلوم کر سکین کہ مسلمان نے اسکو دفن کیا ہی تو مشہور درمیان علمای یہہ ہی
کہ حکم لقطہ کا رکھتا ہی چاہیے کہ ایک سال اوسکی تعریف کرین اگر اوسکا مالک ظاہر ہو تو اوسکو
حوالہ کرین اور اگر کوئی مالک اوسکا نہ ٹھہری تو بعد گذرنے ایکسال کے اختیار پانیوالی کو
ہے کہ خود مالک ہو جائی یا اوس مال کو اوسکی مالک کی جانب سی تصدق کری یا اوسکا نگاہ
دار رہی و در صورت خود مالک ہونی یا تصدق کرنیکی اگر اوسکا مالک ظاہر ہو اور
اس تصدق اور مالکیت پر راضی نہو تو اوسکا عوض یا وہی مال مالک کو دیگا اور ظاہر
اخبار کا یہہ ہی کہ اگر مال کو زمین کے اوپر سی پایا ہو تو لقطہ ہے اور اگر زیر زمین سی پایا ہے
تو گنج ہی اگر اثر اسلام کا اوسپر ہو یا نہو اکثر علما اسی کی قائل ہوئی ہین اور خالی قوت سے
نہین ہے اور اگر گنج کو اپنی زمین مملوکہ مین کہ آبا و اجداد سی اوسکو پہونچی ہی پایا ہے
اور اوسکا خود مالک ہی تو اوسمین خمس دینا احوط ہی اور اگر زمین کو خود خریدا ہے
اور اوسمین گنج پایا ہے تو ہر بائع نزدیک و دور سی تعریف کرے گا یعنی جس بائع سی
اس خریدار نے خریدا ہی اوس سے تعریف کریگا در صورت انکار کرنے اس بائع مذکور
کے اوس بائع سی تعریف کریگا جس سے اس بائع مذکور نے خرید کیا تھا اسیطرح پر جہانتک

ممکن ہو پہر بائع سی تعریف کریگا اگر بائع نزدیک یا بائع دور نے پہچانا اور نشان دیا
کہ اوسکی صادق ہونی کا ظن حاصل ہو تو اوس مال کو اوسکے حوالہ کرے گا بنا بر
مشہور اور اگر کسی بائع نزدیک یا دور نے نہین پہچانا تو خود مالک ہوگا اور خمس
دیگا اسیطرح اگر کسی جانور کو مثل شتر و گاؤ کی خرید کیا اور کوئی مال اوسکی پیٹ
سے نکلا تو اوسکو بیچنے والے سے چہنوائی گا اگر اوسنی کوئی ایسی پہچان بیان کی
کہ جسکے صحیح ہونی کا گمان غالب ہو تو اوس مال کو بائع کی حوالہ کریگا اور اگر اوسنی
کوئی ایسی پہچان بیان نکی کہ جسکے صحیح ہونے کا گمان غالب ہو تو وہ مال خریدار کا
ہوگا اور احتیاطاً خمس دیگا اور اگر مچھلی خریدکی اور اوسکی شکم مین سی کوئی قیمتی چیز
ملی تو اوسمین بہی خمس دیگا اور باقی کا مالک ہوگا اور اگر مچھلی کو خود شکار کیا ہی اور
اوسکے پیٹ مین سے کوئی چیز قیمتی پائی ہے تو اوسکا خود مالک ہوگا اور اسمین خمس
نہین ہے اور اسی سے ملحق کیا ہی جانوران شکاریکو مثل ہرن وغیرہ کی پس اگر احتمال
ہو کہ مالک سابق کی گہر مین کہا لیا ہوگا تو احوط یہہ ہے کہ اوسکو چہنوائی اگر مالک سابق
نے کوئی پہچان بیان کی تو وہ خود اوسکا مالک ہوگا اور احوط خمس دینا ہی **مسئلہ**
جب زمین غیر مزروعہ دار الاسلام مین کوئی خزانہ پاوی پس اگر اوسپر سکہ نہو یا اوسپر
سکہ عادیہ ہو اور مراد سکہ عادیہ سی سکہ قدیمہ جاہلیہ ہے جسپر صورت مجسمہ بنی ہوتی
ہے تو خمس دیکر باقی ملک پانی والے کے ہی اور اگر اوسپر سکہ اسلام کا ہی تو اوسمین
علمانی اختلاف کیا ہی بعض نے فرمایا ہی کہ یہہ مال مثل لقطہ کے چہنوایا جائیگا اور
بعض نے فرمایا ہی کہ خمس دیکر باقی کا مالک پانیوالا ہوگا اور دور نہین کہ ثانی اشبہ
ہو پانچوین غوص ہے غوص کے معنے لغت مین پانی مین غوطہ کہانا ہی اور یہان پر یہہ

مراد یہی کہ دریا مین سی کسی چیز کا غوطہ کہا کر نکالنا اور حکم غوص مین یہہ وہ چیز بہی
جو اندر دریا سی نکالی جای کسی آلہ سے باوجود اسکے کہ نکالنے والا دریا مین داخل ہو
اور بعضے علمای اسمین تامل کیا ہی اور خالی وجہ سی نہین اگرچہ اولی احوط ہی پس جو
چیز کنارے سے لی ہو پانی کی اوپری وہ داخل غوص کی نہوگی اگرچہ مزید احتیاط یہہ ہے کہ اوسکا
بہی خمس دی اور جو چیز دریا سی غوطہ کہا کر نکالین مانند موتی اور مونگے اور سونے
و چاندی کے کہ اوسپر سکہ اسلام نہو تو نصاب اسمین معتبر ہے اور مشہور ایک دینار ہے
یعنے ایک اشرفی یا زیادہ کی قیمت کو پہونچے تب اوسمین خمس دینا واجب ہوتا ہی اور
بعض علما نے بیس دینار فرمایا ہے اور یہہ بے وجہ ہی پس اگر چند مرتبہ غوطہ کہا کر نکالا
ہے سب کو ملا کر حساب کریگا اگرچہ درمیان غوطون کی مہلت بہی واقع ہوئی ہو
اور اگر چند آدمی شریک ہوکر غوطہ کہا کر دریا سی نکالین تو چاہیے کہ حصہ ہر ایک کا نصاب
کو پہونچے تب خمس ہر ایک پر واجب ہوگا اور اگر ہر ایک کا حصہ نصاب کو نہ پہونچیگا
تو اوسمین خمس نہین ہے مگر یہہ کہ یہہ سب غوطہ خور بمزدوری کسی شخص کیطرف سے
غوطہ لگائین تو اوس شخص پر خمس دینا واجب ہوگا اور یہہ لوگ فقط اپنی مزدوری
کے مستحق ہونگے اور عنبر کو اگر دریا سی غوطہ کہا کر نکالین تو حکم موتی کا ہوگا اور اگر پانی
پر سے لیا ہو یا کنارہ دریا سے تو مشہور درمیان علما کی یہہ ہی کہ حکم معدن کا
رکہتا ہی احوط یہہ ہی کہ ہر حالت مین خمس دی و رعایت نصاب کی اسمین نکرے
پانچوین وہ مال ہے کہ جو خرچ سالانہ سی اپنی اور اپنے اہل و عیال کے بچ رہے
بیپار سے ہو یا دستکاری سے یا کہیتی باڑی سے اور مشہور یہہ ہے - جو مال کہ
میراث مین یا بخشش اور رہبہ مین پاوین اوسمین خمس نہین ہے اگرچہ احوط ہے

حساب خرچ سالانہ کا بقدر اعتدال اور مناسب حال کی اعتبار کیا گیا ہی پس
اگر اسراف کیا ہوگا تو وہ اسراف بہی بچت مین شمار کیا جائیگا اور اوسکا خمس
دینا واجب ہے اور جو مال کہ اپنی اوپر تنگی خرچ کرکے بچایا ہوگا اوسمین سی بہی
خمس دیگا علی المشہور اور احتیاط یہہ ہے کہ جو کچھہ خرچ سالانہ سے بچت ہو اوسمین
خمس دی بلکہ نہایت احتیاط مقتضے اسکی ہے کہ جو کچھہ حاصل ہر روزہ ہو اوسمین
سے خرچ روزانہ بقدر اعتدال و مناسب کی لیکر بچت سی ہر روز خمس نکالا کری
اور اگر درمیان سال کے کوئی خرچ ضروری واقع ہو مثل خرچ کتخدائی و خرچ
حج بیت اللہ الحرام و خرچ زیارت نبیؐ و ائمہ معصومین علیہ السلام کی اور سوای
اسکے اور ضروری امرون کی تو ان سب خرچونکو بقدر مناسب کی نکال کر بقیہ کا خمس
دیگا اور اسیطرح پر جو خرچ تعدی اور ظلم سی ظالمون کی واقع ہو اوسکو بہی
دیکر بقیہ کا خمس دیگا اور علما مین سے شیخ ابو الصلاح ؒ قائل ہوئی ہین کہ میراث
و ہبہ و ہدیہ مین بہی خمس واجب ہی اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی کہ اگر کسی شخص فقیر
کو کہین سے جائزہ عظیم یعنے بڑا انعام ملی یا میراث ایسی جگہہ سے ملی کہ اوسکو گمان
بہی نہو یا مال دشمنان دین کا اوسکو ملی ان سب مین سی خمس دینا چاہیے اور
عمل اس روایت پر احوط ہے **چھٹے** وہ زمین کہ ذمی یعنے یہود و نصاری یا مجوس
کسی مسلمان سے خرید کری تو اوس زمین سے یا اوسکی قیمت سی خمس لیا جائیگا
برضامندی ذمی کی اور اگر گہر یا باغ مسلمان سے ذمی خرید کری تو مشہور میان
علما یہہ ہی کہ اوسکی زمین کا خمس لیا جاویگا اور اکثر علمانی تعرض اوس خمس کا
نہین کیا ہی **ساتوین** وہ مال ہے کہ حلال و حرام باہم ملجاوین اور تمیز اونمین

نہو سکی اور اوسکی مالک اور مقدار حرام کو بھی نجانین خمس اسکا دیا جاویگا فقرائے سادات وغیر سادات کو اور بعض علما اس خمس کو خاص حق سادات کا جانتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ سادات کو نہین دیسکتے ظاہرا دونون کو دیسکتے ہین اور اگر شریف کو دین تو بہتر ہے جیسا کہ زاد المعاد مین ہے اور مصالحہ سادات کا غیر سادات سی احوط ہی اور اگر مقدار حرام کو جانتا ہی اور اوسکے مالک کو بھی جانتا ہے تو اس صورت مین واجب ہے کہ اس مقدار معلوم کو اوسکے مالک کو دیدے اور اگر مالک مال کو جانتا ہے اور مقدار مال کو نہین جانتا اس صورت مین چاہیے کہ مالک مال سے صلح کرے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ جس مقدار کا علم ہو اوس قدر مالک مال کو دیگا اور باقی مین صلح کرے گا احتیاطاً اور یہہ احوط ہے اور اگر مقدار مال کو جانتا ہے اور مالک مال کو نہین جانتا اس صورت مین کوشش کریگا کہ مالک مال ملجائے اگر کوشش کے بعد مالک نہ ملے تو اوس مالکو اوسکے مالک کی جانب سے تصدق کرے گا یہہ دونون صورتین مسئلے پر متفرع ہین اور اگر اس مال مین سے خمس دیدے یا تصدق کرے کل مال یا بعض مال کو اور بعد اوسکے اوسکا مالک ظاہر ہو تو اس صورت مین اختلاف ہے علما کا اس بات مین کہ جسقدر مال مالک کی جانب سے تصدق کیا ہی اوسیقدر مالک کو پھیر دیگا یا نہین احتیاط یہہ ہے کہ اوسیقدر مال مالک کو پھیر دی واضح ہو کہ مال حرام وحلال سے ملا ہوا بعد دینی خمس کے طاہر و حلال ہو جاتا ہی **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ خلط یعنے ملنا مال حلال کا مال حرام سے چار طرح پر ہوتا ہے ایک یہہ کہ مقدار مال حرام کی نہین جانتا اور اوسکی مالک کو بھی نہین جانتا ہی مناط خمس ہی اسمین خمس دینا واجب ہے دوسری یہہ کہ مقدار مال کو بھی جانتا ہے

اور اوسکی مالک کو بھی جانتا ہے اسصورت مین واجب ہے کہ اوس مال کو اوسکی مالک
کے حوالہ کرے تیسری یہہ کہ مقدار مال کو نہین جانتا اور مالک کو جانتا ہی اسصورت
مین مصالحہ واجب ہی چوتھی یہہ کہ مقدار مال کو جانتا ہی اور مالک کو نہین جانتا
اس صورت مین تلاش کامل کریگا مالک مال کی اگر ملے تو اوس مال کو اوسکی حوالہ
کریگا اور بعد ناامید ہونی ملنی مالک سی مالک کی جانب سی تصدق کری ان تین صورت
اخیرون مین خمس واجب نہین ہے فروع چھ پہلے یہہ کہ خمس واجب ہے گنج مین پانی والا آزاد ہو
یا غلام ہو لڑکا ہو یا جوان اسیطرح کہان اور غوطہ مین دوسری یہہ کہ گذرنا سال کا اون
مال پر جنمین خمس واجب ہو معتبر نہین ہے بلکہ خمس واجب مضیق ہی لیکن نفع تجارت مین
خمس [illegible] واجب موسع ہی احتیاطاً سال کا گذرنا چاہیے اس احتمال سی کہ شاید
کوئی خرچ مثل پیدا ہونی اولاد کی مکلف کو درپیش ہو مثلاً تیسری یہہ کہ جب اختلاف
کرین مالک اور مزدور گنج نکالنے والا بس اگر اختلاف ملکیت مین ہو تو قول معتبر مالک
کا ہوگا ساتھہ قسم کی اور اگر اختلاف مقدار مین ہی تو قول معتبر مزدور کا ہوگا چوتھی
واجب ہوتا ہی نکالنا خمس کا بعد دینی خرچ ضروری مثل مزدوری نکلوائی گنج اور
صاف کرائی وغیرہ کی اور ایسا ہی حال ہے معدنون مین مثل کھودائی وغیرہ کے
بعد دینی اس خرچ کی تب اعتبار نصاب کا ہوگا **خزانہ دوسرا** تقسیم خمس مین
جاننا چاہیے کہ مشہور میان علمای امامیہ اثنا عشریہ رضوان اللہ علیہم کی یہہ ہے
کہ مال خمس کا چھہ حصہ کیا جائیگا جیسا کہ ظاہر آیت کلام حمید و صریح روایت رسول
مجید سے مستفاد ہوتا ہی ایک حصہ خدا ایک حصہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
و ایک حصہ ذوی القربے کا اور مراد ذوالقربے سے امام علیہ السلام ہین یہہ تینون حصے

نصف خمس ہوئے بعد رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مالک اوسکی امام زمان
علیہ السلام ہین اور حال غیبت امام علیہ السلام مین عجل اللہ ظہورہم جیساکہ یہہ
زمانہ ہے خدمت مین مجتہد جامع الشرائط اثنا عشریہ کی کہ یہہ لوگ وکلاء امام علیہ
السلام کی ہین پہونچایا جاویگا کہ وہ لوگ موافق اپنے فتوی کی اوسکو مستحقین پر
تقسیم کرین اور وہ تین حصے کہ نصف خمس ہے ایک حصہ ہے یتیمان سادات کا اور
مراد یتیم سے وہ اطفال مؤمنین ہین کہ جنکے باپ نے اس دنیا سے انتقال کیا ہو
اور ایک حصہ ہے مسکینان سادات کا اور مراد مساکین و فقرا سے وہ لوگ ہین کہ جو خرچ
سالانہ اپنی اور اپنے عیال واجب النفقہ کا نرکھتے ہون اور نہ قادر ایسے پیشہ پر
ہون کہ اوس سے خرچ اپنا اور اپنے عیال کی بقدر ان اوقات کر سکین اور ایک حصہ
ہے ابن السبیل سادات کا اور مراد ابن السبیل سے وہ لوگ ہین کہ حالت سفر
میں کسی شہر مین وارد ہون اور خرچ اپنی گہر پہونچنی کا نرکھتی ہون اگرچہ اپنے
شہر مین صاحب مال ہون اور مراد سید سے وہ شخص ہے کہ منسوب ہو باپ کی جانب سے
طرف ہاشم کے اور ثابت ہے نہ جانب مان سے علی المشہور اور یتیم مین احوط یہہ ہے
کہ پریشان ہو اور ابن السبیل کو اسقدر خمس سے دینا چاہئے کہ وہ اپنے شہر تک
پہونچ جائین

مسائل **مسئلہ پہلا** مستحق خمس کے اولاد عبد المطلب کی ہے
اور مراد اون سے اولاد ابی طالب و اولاد عباس وغیرہ ہین مرد ہون یا عورت
اور استحقاق مین خمس کے اولاد مطلب کو کہ برادر حضرت ہاشم کی ہین تردد ہے
ظاہر یہہ ہے کہ اولاد مطلب کے مستحق خمس کے نہین ہین یہہ قول مشہور ہے بخلاف
رای شیخ مفید و ابن جنید علیہما الرحمہ کے **مسئلہ دوسرا** یہہ کہ یتیم و مسکین

وابن السبیل ان تینون گروہ سی آیا جائز ہے کہ ایک گروہ خاص کیا جائے خمس دینے مین بعض علمانے کہا ہے کہ جائز ہے اور بعض نے کہا ہی کہ نہین جائز ہے اور یہہ قول احوط ہے **مسئلہ تیسرا** خمس کو تقسیم کرینگے امام علیہ السلام یا اونکے نائب مستحقین پر بقدر خرج سالانہ متوسط طور پر پس اگر بچ جائیگا تو مال اون علیہ السلام کا ہی اور اگر کم ہو جائیگا تو اپنے حصہ سی پورا کر دینگے **مسئلہ چوتھا** یہہ کہ ابن السبیل مین اعتبار فقر کا نہین ہے بلکہ چاہیے کہ جس شہر مین خمس دیا جاتا ہی اوس شہر مین محتاج ہو اگرچہ اپنے شہر مین غنی ہو **مسئلہ پانچوان** اگر مستحقین خمس موجود ہون تو خمس کو دوسری شہر مین بھیجنا حرام ہے اور اگر مستحقین موجود نہون تو دوسرے شہر مین بھیجنا جائز ہی۔ **مسئلہ چھٹا** مستحقین خمس کو مومن ہونا چاہیے عادل ہونا ضروری نہین ہے احادیث معتبرہ سی ظاہر ہوتا ہی کہ زمان حضور امام علیہ السلام مین کل خمس کو امام علیہ السلام کی خدمت مین حاضر کرتے تھی اور حضرت نصف خمس خود لیتے تھے اور نصف خمس اون تینون فرقہ سادات کو دیتے تھے جنکا ذکر اوپر گذرا اور ہر ایک کو بقدر کفایت سال بھر کے دیتے تھی جو کچھ بچ جاتا تھا اپنی صرف مین لاتی تھی اور جسقدر کمی ہوتی تھی اپنی حصہ مین سی دیکر پورا کرتی تھی تاکہ اونکے سال کا خرج پورا ہو جاے اور یہہ لوگ بمنزلہ عیال امام علیہ السلام کے تھی اور زمانہ غیبت امام علیہ السلام مین احوط یہہ ہی کہ نصف خمس کہ حصہ سادات کا ہی عالم عادل اثنا عشری کی خدمت مین پہونچا دینگی تاکہ وہ سادات کو بقدر اونکی احتیاج کی دین اور نصف خمس کہ حصہ خدا و رسول و امام علیہ السلام

کا ہے اسمین اختلاف ہے علما کا مشہور یہہ ہے کہ عالم عادل اثنا عشری کو دیگے
تاکہ وہ امام کی طرف سے بطریق تتمہ سادات کو دیدین اگر بعد اسکے کچہہ بچ جاے
تو اوسکی خود حفاظت کرین اور اپنی وفات کے قریب دوسرے عالم جامع
الشرائط کے حوالہ کرین کہ اگر کوئی سید پریشان حال تکو ملے تو اوسکو دیدینا
ورنہ امام علیہ السلام کے واسطے خود اسکی حفاظت کرنا سو یہہ فرض اس زمانہ
مین محال ہے اسواسطے کہ سادات پریشان حال بہت ہین اور دینے والے نہایت
کم اور ایک گروہ علما نے فرمایا ہے کہ زمانہ غیبت مین امام علیہ السلام نے اس حصہ
کو شیعون پر حلال کیا ہے یہہ قول بیوجہ ہے اسواسطے کہ حضرت صاحب الامر
علیہ السلام سے کوئی روایت صریح نہین پہونچی کہ یہہ حصہ شیعون پر حلال ہے
بلکہ خلاف اوسکے ظاہر ہے اسواسطے کہ زمانہ غیبت صغری مین کہ ستر برس سے
کچہہ زائد تہے نائبان حضرت صاحب الامر علیہ السلام یعنے عثمان عمری اور اونکے
پسر محمد اور حسین بن روح و علی بن محمد سیمری رضی اللہ عنہم حصہ حضرت کا بلکہ
کل خمس کو شیعون سے لیتے تہی اور حسب ارشاد فیض بنیاد حضرت امام علیہ السلام
کے مستحقون کو دیتے تہے اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین بہی نائبان عام امام
علیہ السلام کی کہ علماء ربانی و حاملان علوم امام علیہ السلام ہین موجود ہین انکو
چاہیئے کہ خمس کو شیعون سے لین اور سادات کو کہ عیال امام علیہ السلام ہین پہونچا دین اگر ایسا نہوگا تو سادات کو کہ اشرف مخلوقات ہین یا بہوک سے
ہلاک ہونگے یا بہیک مانگین گے اور سب سے زیادہ ذلیل رہین گے اسواسطے کہ
زکوۃ و صدقات واجبہ سادات پر حرام ہے اور خمس بعوض زکوۃ کے سادات کو

دیا گیا ہے چونکہ درمیان علما کے اختلاف واقع ہوا ہے بعض عالم حق مالداروں کو جرأت دیدی ہے نہ دینے پر خمس کے یہی باعث ہوا ہے زمانہ میں سادات فقر وفاقہ مین گذران اوقات کرتے ہین اور اونکے حقوق اور اونکے آباو اجداد کی حقوق ذمہ پر مالدارون اور مستطیعون کے باقی رہتے ہین اور بالفرض اگر امام علیہ السلام نے زمانہ تقیہ وخوف مین کہ ظلم وستم خلفاے جور سے شیعون پر قائم ہوسنے تھے خمس کو حلال کیا ہو تو بھی یہ لوگ کسطرح سے گوارا کرتے ہین کہ عیال وخویشان واقارب اپنے امام کو فقر وفاقہ واضطرار مین دیکھین اور انپر رحم نکرین اور باوجود ایسے فعل کے امید شفاعت کی قیامت مین ائمہ علیہم السلام سے رکھین حالانکہ فرمایا ہے معصوم نے کہ بدترین احوال آدمی کا روز قیامت مین وہ وقت ہوگا کہ صاحبان خمس اوٹھین گے اور کہین گے کہ پروردگارا ہم اپنا حق چاہتے ہین اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مین ایکدرہم خمس کو تمسے لیتا ہون حالانکہ میرا مال تمام اہل مدینہ سے زیادہ ہے اور مین خمس نہین لیتا تم لوگون سے مگر اسواسطے کہ تم لوگ پاک ہو گناہ سے اور بری الذمہ ہو ہمارے حقوق سے اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص احسان کرے ساتھہ کسی ایک اہلبیت ہمارے کی تو ہم اوسکا عوض دون گا اوسکو بروز قیامت اور اکثر علما کا مختار یہہ ہے کہ اگر صاحب مال خود حصہ امام علیہ السلام کا سادات کو دیوے تو بری الذمہ نہوگا مگر اوسوقت کہ عالم محدث عادل تلک نہ پہونچ سکے مولف کہتا ہے کہ یہہ جو کچھہ گذرا اکثر موافق تحقیق اخوند علیہ الرحمہ کے زاد المعاد وغیرہ مین ہے

اور حقیقت حال یہہ ہے کہ حصہ خدا اور رسول اور امام مین حال غیبت مین بہت سے قول ہین جنکا اشارہ کیا گیا اور خلاصہ اونکا یا حفظ ہے زمانہ ظہور معصوم تک یا دفن ہے تاکہ اون وقتون مین کہ جو حضرت پر ظاہر ہو جائینگی یہہ بہی ظاہر ہو جائے یا صرف مال اصناف ثلثہ مذکورہ مین خواہ بعنوان تتمہ یا بسبب عدم وصول کے معصوم تک اور تصدق کرینگے اونکی طرف سے اصناف مذکورہ پر یا اباحت حصہ مذکورہ کی شیعون پر علی العموم اور یہہ بہی کیف استحقاق معصوم سہم ذوی القربے کو اصالۃً ہوگا اور سہم نبی و خدا کو بوراثت نبی اور نبی کو استحقاق سہم خدا بہ نیابت خدا ہے اور دلائل اقوال مذکورہ خالی ضعف و اضطراب و تشویش سے نہین اور بعض افادات سے جناب مستطاب آیۃ العلامہ ادام اللہ ایامہ کے استصواب اس امر کا مستفاد ہوتا ہے کہ اسطرح سے جمع بین الاقوال و الادلہ کیا جائے کہ راس المال اگر اسطرح پر باقی رکھا جائے کہ ضیاع و تلف و تعطل سے محفوظ ہو مثل خرید لینے زمین وغیرہ کے اور اوسکے منافع سی اعانت اصناف مذکورہ بنی ہاشم کی ہو اگرچہ بہ نیت تصدق کے جانب جناب معصوم سی اور جو اوس سی فاضل رہے اور ضرورت شدید سادات کو اوسکی طرف ثابت نہو اوسے ایسے عام مصالح مین صرف کرین اگرچہ بعنوان سادات کی تخصیص مصالح سی کل شیعہ نفع یاب ہون خصوصًا ایسی چیزون مین کہ جو حفظ بلاد قائم علیہ السلام اور اصلاح حال جماعت قائم علیہ السلام اور نفع عام فرقہ اثنا عشریہ مین مفید و معین ہون اور اگر خدا منافع مین ایسی برکت دی کہ بعد اوسکے بہی رہ بچے یا ان جماعتون مین سے کسیکو ضرورت اس مال کی